مطبوعات

اخلاقیاتِ نبویؐ | مرتبہ: حکیم محمد سعید صاحب۔ ناشر: ہمدرد فاؤنڈیشن پریس ہمدرد سنٹر، کراچی ۱۸
قیمت: ۴۵/- روپے

موجودہ دورِ زوالِ اخلاق میں یہ مجموعۂ مقالات بڑا قابلِ قدر ہے۔ یہ مقالات اُس مذاکرۂ ملی میں پیش کیے گئے تھے جو اخلاقیاتِ نبویؐ کے موضوع پر ۱۴۰۲ھ میں بمقام کراچی حکیم محمد سعید صاحب کی سربراہی میں ہمدرد فاؤنڈیشن کے زیرِ اہتمام منعقد ہوا۔ اس مجموعے میں پیش لفظ (از مسعود احمد برکاتی) اور خطبۂ آغاز و استقبال (از حکیم محمد سعید صاحب) کے علاوہ ۳۱ مقالات شامل ہیں۔ یہ مقالات بہت سے نامور علماء و محققین، اصحابِ تعلیم و تدریس اور اربابِ علم و ادب کے مرتب کردہ ہیں۔ ان مقالات کو پڑھنے والے کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، اخلاقیات کے حوالے سے منعکس ہو جاتی ہے۔ ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ زندگی کے مختلف شعبوں، مثلاً عدل و انصاف، قانون و فقہ، معاشرت، اجیر و مستاجر کے تعلقات، نظامِ تعلیم و تربیت (وغیرہ) کے بارے میں معلومات نکھر کر سامنے آجاتی ہیں۔

عام قسم کی سیرت کانفرنس کے بجائے حکیم محمد سعید صاحب نے مذاکرات کا نہایت مفید سلسلہ شروع کیا ہے۔

خودی | مرتبہ: حکیم محمد سعید صاحب۔ ناشر: ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، ہمدرد سنٹر، کراچی ۱۸
قیمت: نامعلوم۔

تحریک "آوازِ اخلاق" کے تحت حکیم محمد سعید صاحب کی سربراہی میں ہمدرد فاؤنڈیشن کے زیرِ اہتمام ایک مذاکرۂ ملی بسلسلۂ تعلیماتِ نبویؐ "خودی" کے موضوع پر ۱۴۰۳ھ میں بمقام لاہور

منعقد ہوا۔ اس مذاکرے میں پیش کئے جانے والے مقالات کا مجموعہ ہمارے سامنے ہے۔ حرفِ اوّل (از مسعود احمد برکاتی) اور خطبہ آغاز و استقبال (از حکیم محمد سعید صاحب) کے علاوہ اربابِ علم و فکر کے ۳۸ مقالات اس میں شامل ہیں۔ چند عنوانات ملاحظہ ہوں۔ (۱) خودی اور دفاع، (۲) تعمیر خودی ـــــ خواہشات کا انضباط (۳) خودی اور تقاضائے عصرِ حاضر (۴) خودی اور نظام و نصاب تعلیم (۵) خودی اور پاکستانی تہذیب و ثقافت۔ ان مثالوں سے اس تنوع کا اندازہ ہو سکتا ہے جو اس مجموعے کے مقالات میں ہے۔ مقالہ نگاروں کے نام لکھنا مشکل ہے۔ مذاکرہ میں یونیورسٹیوں کے اکابر بھی شریک ہوئے، اصحابِ مدرسہ بھی، اربابِ ادب بھی، اہل صحافت بھی۔ اچھا خاصا "ہجوم مومناں" ہے۔

اس طرح کی کتابیں چونکہ مختلف شخصیتوں کی رنگا رنگ تحریروں کی وجہ سے خصوصی دلچسپی کا سامان رکھتی ہیں۔ لہٰذا ان سے بہت کام لیا جا سکتا ہے۔

ISSUES IN ISLAMIC BANKING

مرتبہ: ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی (کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ)
ناشر: دی اسلامک فاؤنڈیشن ۲۲۳ لنڈن روڈ لائسسٹر یو۔ کے۔ قیمت: نامعلوم۔

ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی تحریک اسلامی کی ان چند جواں ہمت ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے اہم دائرہ ہائے دین و دانش میں حصولِ علم اور مطالعہ کے بعد تحقیق کی ذمہ داریاں سنبھالی ہیں۔ معاشیات آج کے احوال کے لحاظ سے نہایت اہم اور نہایت مشکل دائرہ کاوش ہے جس میں اسلامی تحریک کے لیے یہ واضح کرنا لازم ہے کہ وہ اسلام کے معاشی و اقتصادی اصول و حدود کو دورِ جدید کے اداروں اور رابطوں میں کس طرح استعمال کرے گی۔ جن اصحاب نے یہ جواب دینے کی ذمہ داری سنبھالی ہے ان میں ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کا خاص مقام ہے۔ وہ اقتصادی موضوعات پر کئی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ خود اسلامی بنک کاری کے موضوع پر بھی انہوں نے پچھلے سارے کام کو سمیٹ کر آگے قدم بڑھایا ہے۔ اس مجموعے میں ڈاکٹر صدیقی نے بنکنگ کے متعلق اپنے وہ مقالات جمع و مرتب کر دیے ہیں جو انہوں نے پچھلے دس سال میں مختلف بین الاقوامی کانفرنسوں اور سیمیناروں میں پیش کیے ہیں۔ اسلامی تحریکوں کا

پیدا کردہ مسئلہ بنک کاری آج کی مسلم دنیا کا اہم ترین مسئلہ ہے اور بعض جگہ اچھے یا ناقص تجربات بھی بلاسود بنک کاری کے ہو رہے ہیں۔ یہ مقالات بنک کاری کے مسائل پر اسلامی نقطۂ نظر سے روشنی ڈالتے ہیں اور متعلقہ پیچیدگیوں کا حل پیش کرتے ہیں۔ معاشیات اور بنکنگ کے مسائل سرسری نہیں ہیں کہ مندرجات کے اقتباس دے کر ان پر بحث کی جائے اور نہ اتنی جگہ ان اوراق میں ہے۔ مختصراً ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ ڈاکٹر صدیقی کے مقالات کا یہ مجموعہ نہایت قیمتی ذخیرۂ علم و تحقیق ہے۔ ساتھ ہی یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ کاغذ، طباعت، ٹائپ اور سرورق کے لحاظ سے کتاب اعلیٰ درجے کے مغربی معیار طباعت پر شائع شدہ ہے۔

HISTORY OF THE PAKISTAN AIR FORCE	مؤلفین: جناب سید شبیر حسین وسکواڈرن لیڈر جناب ایم طارق قریشی۔ من جانب پاکستان ائیر فورس۔

قیمت مجلد مع گرد پوش یک صد روپے۔

کسی بھی ملک کے شہریوں کو اپنے نظامِ دفاع کی قوت سے اتنا باخبر رہنا چاہیے کہ اُن میں اعتماد پیدا ہو۔ بری، بحری اور ہوائی افواج کو چاہیے کہ وہ اپنے رازوں کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی تفصیلات اور اپنے کارناموں کی عمومی اطلاعات اولاً اپنے کارکنوں تک اور ثانیاً عوام تک پہنچائیں — پاکستان ایئر فورس نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اپنی پینتیس سالہ تاریخ مرتب کر کے تین سو چار صفحات میں جمع کر دی ہے۔ یہ کتاب نہایت اچھے کاغذ پر، خوبصورت انگریزی ٹائپ میں مضبوط جلد اور نفیس گرد پوش کے ساتھ ضروری تصویروں اور اعداد و شمار سے مزین ہو کر سامنے ہے۔ اسے مرتب کرنے کے لیے بہت سا ریکارڈ کھنگالا گیا ہے، بہت سے حقائق جمع کیے گئے ہیں۔ اور بہت سی شخصیتوں کا تذکرہ اس میں شامل ہے۔ ہم اتنی اچھی اور مفید خدمت پر اس کتاب کے مرتبین، اس میں کسی حیثیت سے بھی حصہ لینے والوں اور پاکستان ائیر فورس میں اپنی خدمات کھپانے والوں اور علی الخصوص ائیر چیف مارشل محمد انور شمیم کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

تقسیم برصغیر کے وقت ہوائی قوت کی تقسیم کا یہ فارمولا طے ہوا کہ انڈیا کا حصہ ۲ اور پاکستان کا ۱، اس طے شدہ فارمولے کا بھی یہ حشر ہوا کہ:

"نقشہ مقررہ کے مطابق پاکستان کا حصہ ساز و سامان نہیں دیا گیا ، جو کچھ دیا گیا وہ قابلِ قبول حالت میں نہیں تھا - اور اشیاء کی ترسیل میں تاخیر کی گئی اور اس میں سوچے سمجھے منصوبے کے تحت رکاوٹیں ڈالی گئیں" (کتاب کا صفحہ ۲۴)

مرتبینِ کتاب نے پاکستان ائر فورس کے ایک افسر ظفر اے چوہدری کی یہ شہادت پیش کی ہے:

"تقسیم ہند کے بعد پاکستان کو ۸ ٹائیگر ماتھ طیارے الاٹ کیے گئے تھے"۔ (انہیں لینے کے لیے ۸ ستمبر ۱۹۴۷ء کی صبح کو ایک ڈکوٹا رسالپور سے عملے کو لے کر روانہ ہوا) "چک لالہ، لاہور اور انبالہ میں رکتا ہوا یہ ڈکوٹا ۶ بجے شام پالم کے ہوائی اڈے پر جا اترا - پالم والوں نے نہایت سرد مہری سے ہمارا استقبال کیا ۔ رات قیام کی اجازت دینے سے ہمیں انکار کر دیا ۔ بعد میں اچھے جذبات غالب آگئے ۔ مگر انہوں نے ایک تنہا افسر کے کوارٹر میں ہم گیارہ آدمیوں کو اس حال میں جگہ دی کہ نہ کوئی چارپائی تھی اور نہ روشنی .... پھر جودھ پور پہنچے تو بتایا گیا کہ فیصلے کے خلاف ۸ کے بجائے صرف ۷ جہاز ملیں گے ۔ کیونکہ ایک اتنا ناکارہ ہو گیا ہے کہ مرمت نہیں ہو سکتی" ۔ (ص ۲۶)

پھر جب یہ لوگ جہاز اڑا کر لے آئے تو میانوالی کے ہوائی اڈے پر فیل ہو کر کھڑے ہو جانے والے ڈکوٹا کے متعلق انکشاف ہوا کہ:

"اس کے پٹرول کے ٹینک میں چینی پڑی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس کا انجن فیل ہو گیا ہے" ۔ (ص ۲۶)

پھر دوسرے جہازوں کے فلٹروں کی جانچ کی گئی تو وہ سب چینی کی وجہ سے بند ہو رہے تھے[1] دسمبر ۱۹۴۷ء میں جنگِ عظیم دوم کے گھسے پٹے صرف دو ڈکوٹا پاکستان کے پاس تھے (ص ۳۰) ادھر مسلمانانِ کشمیر مظالم کی زد میں تھے ۔ یہ موقع تھا جب پہلی بار گلگت سے مدد طلب کی گئی ۔ سلسلہ گفتگو میں مختار احمد ڈوگر اپنا قصہ بیان کرتا ہے کہ وہ اسکردو میں امدادی سامان پہنچا کر واپس ہوا تو دو بھارتی

۱؎ اندازہ کیجیے کہ پاکستان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا جو اب تک جاری ہے ۔ پاکستان پر جب زور نہیں چلتا تو سارا غصہ بھارت کے مجبور مسلمانوں پر نکالا جاتا ہے ۔ آخر یہ تاریخ کیسے اوجھل ہو سکتی ہے جو مسلسل زہریلے کانٹے پھیلا رہی ہے ۔

ٹمپیسٹ جہازوں نے اس کو گھیرنے کی کوشش کی، دھمکایا اور فضا میں گولیوں کا ایک برسٹ چلایا مگر خدا کی مدد سے وہ بچ نکلا۔" (ص ۳۳-۳۴)

پاکستان ائیرفورس کو ابتدا میں جو مشکلات پیش آئیں، ان کا اندازہ اس سے کیجیے کہ پاکستان کو وائٹ ہال سے ایک وارننگ دی گئی کہ اگر بھارت کی کھلی مخالفت کی گئی تو نہ صرف یہ کہ دفاعی شعبوں میں کام کرنے والے برطانوی کمانڈر اور افسران فوری طور پر الگ ہوجائیں گے بلکہ یوکے کو جس فوجی ساز و سامان کا آرڈر دیا گیا ہے اس کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔ (ص ۳۵)

بھارت کی اس ستم ظریفی کو بھی ریکارڈ پر لایا گیا ہے کہ اُدھر سے یہ چاہا گیا کہ پاکستان کو قومی دفاع کے لیے ائیرفورس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ انڈیا اس ضرورت کو اپنے سر لیتا ہے کہ وہ پاکستان کی سرحدات کی حفاظت کرے گا۔ دوسرے لفظوں میں سرے سے پاکستان کے حاکمانہ اقتدار ہی پر ہاتھ صاف کیا جارہا تھا۔ (ص ۱۲۴)

اللہ کا شکر ہے کہ پاکستانی قوم اور اس کے دفاع کے ذمہ داروں نے اپنی حفاظت کی ذمہ داری خود اٹھانے کا عزم اور محکم کرلیا۔

افسوس ہے کہ ہم پوری تفصیلات میں نہیں جاسکتے۔ ورنہ ۱۹۶۵ء کے معرکۂ دفاع میں جو ناقابلِ فراموش کردار ہماری ائرفورس اور اس کے افسروں اور نوجوانوں نے ادا کیا ہے، اس کے متعلق کتاب کے مندرجات کا خلاصہ پیش کرتے۔

آج جب کہ ہماری ائرفورس بہت وسیع اور مضبوط ہوچکی ہے، ہم پر خدا کی ایک خاص مہربانی سامنے آئی ہے۔ ایف ۱۶ کی ٹریننگ لینے کے لیے ہمارا جو عملہ امریکہ گیا۔ اُس نے دُنیا بھر کے ائرمینوں سے کم وقت میں تربیت مکمل کرکے اس امر کی دھاک بٹھادی ہے کہ آج کی بہترین اور نازک ترین اور پیچیدہ ترین ٹیکنالوجی کے لیے پاکستانی دماغ اپنے احوال اور ذرائع سے ۵۰ سال آگے چل رہا ہے۔

خوشی یہ ہے کہ یہ کتاب صرف ٹیکنیکل محکمانہ اُمور ہی پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اس کے بین السطور اسلامی قومی شعور و احساس کام کر رہا ہے اور ہماری نئی نسل کے افسرانِ فضائیہ نے اپنے اُن زخموں کو فراموش نہیں کرلیا ہے جو انہیں لگائے گئے ہیں۔

THE ISLAMIC REVOLUTION

ڈاکٹر کلیم صدیقی اور دوسرے حضرات۔ ناشر: دی اوپن پریس لمیٹڈ - 6 ENDSLEIGH STREET - لندن WC1H 0DS -

بہ تعاون مسلم انسٹی ٹیوٹ لندن۔

انگریزی میں نفیس طباعت کے ساتھ یہ پمفلٹ چار اصحاب کے مقالات کا مجموعہ ہے:۔

۱۔ ڈاکٹر کلیم صدیقی ۲۔ اقبال اساریا ۳۔ عبدالرحمن علی ۴۔ علی افروز

ان مقالات میں ایرانی انقلاب کو ایرانی نقطۂ نظر سے پیش کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر کلیم صدیقی اور ان کا ادارہ ایرانی انقلاب کے مداح اور شارح ہیں۔ جو حضرات انقلابِ ایران کو جاننا سمجھنا چاہتے ہیں وہ دوسری چیزوں کے ساتھ اس کو بھی پڑھیں۔

ضروری تصحیح

فروری ۱۹۸۳ء کے اشارات میں درج شدہ دو آیات میں تصحیح کر لیں۔

۱۔ ص ۲۸۲/۲ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَوٰةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (صحیح آیت)

۲۔ ص ۲۸۳/۳ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ۝

توجہ دلانے والے خیرخواہوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ (ادارہ)

احتیاط:۔ ترجمان القرآن میں ضرورت استدلال کے لیے آیات واحادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ جن اوراق پر آیات واحادیث ہوں۔ ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔ (ادارہ)

فقہ الزکاۃ (مجلد) از یوسف القرضاوی حصہ اول ودوم -/۵۰ روپے سوم وچہارم -/۶۰ روپے

سفر شوق فرید احمد پراچہ -/۱۵ روپے

انسانی زندگی میں جمود وارتقاء محمد قطب -/۲۵ روپے

البدر پبلی کیشنز - ۲۳ - راحت مارکیٹ، اردو بازار لاہور

(بقیہ اشارات) تلاش کیجیے اور نئے اسالیب سے کام لیجیے۔

۳۔ اس زمانے میں قرآن کے تدبر، مطالعہ حدیث اور جدید علوم سے اتنا استفادہ کر لیا جائے کہ آنے والے ادوار میں کارکنانِ تحریک زیادہ مضبوط اور قوی ہوں۔

۴۔ یہ دور تعمیر کردار کا دور بھی ہے۔ تربیتی مساعی آپس کے تعاون سے بڑھا دینی چاہئیں اور "اپنی اصلاح آپ" کے اُصول پر بھی عمل کرنا چاہیے۔

۵۔ آخری اور بہت ضروری بات یہ ہے کہ تعطل کے بہانے سے ڈگر پن ہی اختیار نہ کیجیے بلکہ تخلیقی خیال کی قوت سے کام لیجیے۔ حالات اور مساعی پر بار بار غور کیجیے۔ اور ایسی حقیقتوں کی آگاہی حاصل کیجیے اور ان کا انکشاف کیجیے جن کی طرف پہلے توجہ نہ گئی ہو۔ حتیٰ کہ ایک پالیسی کو اگر بار بار بیان کرنا ہو تو اس کے لیے بھی آپ کے پاس ایسی نئی اصطلاحات اور پیرایہ ہائے بیان ہونے چاہئیں کہ پُرانی بات بالکل نئی بات معلوم ہو اور ہر شخص یہ سمجھے کہ ہم اپنا قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔

نصوص کی حدود کے اندر رہتے ہوئے تخلیقی خیال ہی وہ عظیم تیشہ ہے جو آپ کے گرد کھڑی کوہستانی دیواروں کو توڑ سکتا ہے۔ تخلیقی خیال کی مدد سے آپ کسی نہ کسی طرف سے راستہ نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ حالات کی بساط پر رکھے ہوئے مخالف و موافق مہروں کو دیکھ کر نہایت کاوش سے سوچیے کہ آپ اپنے مہروں کو کس طرح آگے بڑھا سکتے ہیں۔ تخلیقی مثال کی قوت اُس گروہ میں زندہ رہتی ہے جو ہر کام اور کام کے ہر مرحلے میں یہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ نئی راہیں نکلیں اور نئے پیرائے پیدا ہوں۔

سو حالیہ دور تعطل نے اسلامی تحریکوں کے لیے جو نیا آزمائشی مرحلہ پیدا کر دیا ہے، متذکرہ نکات کی مدد سے اس سے عہدہ برآ ہونے کی ہم آپ کو کوشش کرنی ہے۔ وبیداللہ التوفیق۔